

۱۹۳۱ء
REGISTERED No 783
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २

سیاحت ظریف

یعنی

نثر سید محمد [illegible] حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ اوراق عجب دلچسپ طرح سے چھپے اور شائقین کی فرمائش و اصرار سے شائع کیا گیا ہے قیمت فی جلد ۶/ محصول علیحدہ بذریعہ وی پی آرڈر بھیجئے

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتب خانے میں ضرور رہنا چاہئیں۔ اسوا اسکے دیگر سنین اودھ پنچ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجئے۔

اودھ پنچ ہر طرح سے [illegible] ہے اس میں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے

منیجر

کون ایسا ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

فوراً فائدہ دیتی ہوئی ۵۰ سال کی آزمودہ دوا

سدھا سندھو

کھانسی، دمہ، سل، [illegible] وغیرہ کے واسطے [illegible] بہت ضروری ہے [illegible] قیمت فی شیشی ۸ آنہ

دودھ [illegible] کیسری

بادی کی دوا

[illegible] کے واسطے [illegible] والی دوا قیمت فی شیشی ۲ روپیہ

محصول بذمہ خریدار

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

فوراً فائدہ [illegible] سال کی آزمودہ ادویات

بال سدھا

بچوں کو فائدہ [illegible] دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

دوا کستا سو

[illegible] دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے [illegible]

نقلی دوا سے خبردار رہیے

ملنے کا پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

چند دلچسپ نظم کتابیں

[illegible] کی زبان [illegible] کی دلچسپی کی ہے۔ اگر آپ [illegible] مطلب [illegible] حاصل [illegible]

بچوں کے کلام [illegible] ایک مجموعہ [illegible] قیمت

بچوں کے کلام [illegible] ۲۰ نظموں کا [illegible]

بچوں کو [illegible] ہیں قیمت ....

ریستان [illegible] نظموں کا مجموعہ [illegible] شائع ہو [illegible] قیمت ....

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کی [illegible] قیمت ....

سلیس نظمیں [illegible] قیمت

[illegible]

[illegible] بمبئی ۱۱-۸ [illegible] اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری [illegible] بمبئی نمبر

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں عبرانی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ جھگڑے نہیں ہوتے۔ [illegible] اودھ پنچ [illegible] کرتے ہیں دیگر [illegible] بھی اودھ پنچ [illegible] سے [illegible] ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی [illegible] سال بھر کے [illegible] ہیں آپ کو [illegible] ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) [illegible] سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجا سکتی [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت [illegible] اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ [illegible] جاری کرو [illegible] یا ماہواری یا ششماہی کا واسطہ [illegible] ہے۔

(۴) [illegible] صاحب [illegible] ہیں۔ یہاں سے ہم [illegible] کرتے ہیں [illegible] ہو جاتا ہے لیکن [illegible] خریداروں کے [illegible] کیا جائے۔ [illegible] اشاعت سے [illegible] نہیں ہوتا۔

(۵) مضامین اودھ پنچ کی [illegible] پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع ہوں گے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین [illegible] حضرات خریدار [illegible] کا نام [illegible] ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۹ — نمبر ۲۵

مضامین

۲۳ جولائی ۱۹۳۲ء

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

"سیما گر ضیا کا"

مسلمانوں میں ایک حدیث مشہور ہے "اکرموا الضیف ولو کان کافرا" مہمان اگر کافر بھی ہو تو اس کی عزت کرو لیکن خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ کیا کریں اتفاق سے ہم بھی مسلمان ہیں اس حدیث پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہاں ٹھیک ہے مگر یہ مشہور کلیہ ہے "ما من عام الا وقد خص" کوئی عام چیز دنیا میں ایسی نہیں جو بعض حالتوں میں خاص نہ ہو گئی ہو۔ اس سے نظر کرنی پڑی کہ آخر مہمانوں میں بھی تخصیص حالت نکلتی ہے یا نہیں۔ اگر اپنے گھر میں ہر ایک مارے گر ہم مہمان کہیں تو اس سے جو کپاس ... ہو جاتا بھی گوارا کر یارو جیسے مہمان گھر چلے آتے ہیں وہ سبحان اللہ جاگتا پاک پروردگار ... کا عالم آئے کہ لگائی چھت پر چڑھے۔ جا چوہوں کے چھپے لگائے اور نیچے اتر آئے۔ یا نقب لگائی اور سانپ کی طرح بل سے منہ نکال کے مال پر جھپٹ کرنی شروع کی۔ باپ کا باوا کہو دادا گنڈی کھولی اور خراب سے باپ کے گھر کی طرح دونوں ارزوں ہو گئے علی الاعلان ذاکر مشغل جتنی ہوتی آگے ڈھول تاشا نیچے ... بعد تیس ہمراہ۔ محلے بھر کے مسلمانوں پر پیرا اٹھا یا جو گھر جاتا ہے اس کا دروازہ چیلا پ ... کیں ہیں ہیں اور میزبان صاحب کا یہ حال ہے کہ چارپائی میں بیٹھے بند سے بیٹھے ہیں لغت اور سختی کی بو کے خود ہی گھر کی قیمتی چیزوں کا جنازہ رہے ہیں۔ کیا کریں بیچارے "اکرام ضیف" کا کریں یا جان سے ہاتھ دھوئیں۔ یا اللہ سلامت رکھے جلدی پولیس کی آتی ہے سرکاری ضرورت سے اور بن جاتی ہے گھر کی مختار۔ خصوصاً کسی قریے میں نزول جلال ہوا تو بس میزبان کی شامت ہی آ گئی۔ چارپائیاں اور سائے میں بچھاؤ۔ چوکیدار کو بلاؤ گھی مرغ منگاؤ۔ حقہ تمے کا دودھ پلاؤ۔ نقدی کی صورت دکھاؤ۔ اور زری چند یاد کر لو۔ کہیں بھاگ جاتا تمہاری گھڑی پر کیسا بجتا ہے۔ اپنا نام بتاؤ اپنے باپ کا دادا کا لڑکے کا لڑکے کی ماں کا۔ بہن کا سب کی عمریں لکھواؤ۔ پیشہ کیا ہے۔ ایک ایک چیز ان کے سامنے رکھو۔ بیہ حضور بیٹھے ایسا ... سے لائے وہ پٹارا آ گوشت سے معلوم ہوتا ہے۔ دیکھنا آ تو شدول بھی چند پیشہ بر خلاف کی رکھتی ہے جس کا حلیہ رجسٹر نمبر دس میں لکھا چلا آتا ہے۔

کیجئے جناب اگر مہمان کے اکرام کے یہی معنی ہیں تو کیا آپ اس اکرام پر عمل کرنے کو آمادہ ہیں؟۔ مجھی ہیں شک ہے۔

ان کے علاوہ ناگوار مہمانوں میں سے ایک قسم شریف مہمانوں کی ہے جو ہمیشہ "ضیف اللہ" بنے بیٹھے ہیں آئے اور دوست کے دروازے پر دھونی رمائی اب نہ آج چلتے ہیں نہ کل۔ سچ ہیں یہ وہ مہمان بھی ہیں جو کھانے پینے اور نقد لینے پر قناعت نہیں کرتے بلکہ میزبان کی بہو بیٹیوں کو بھی طعام ضیافت میں شمار کرنا چاہتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو انہوں نے مذکورالصدر ہر قسم کی مہمانی کا لطف اٹھایا طرابلس میں اٹلی والے اور شام میں یہودی بھی ایسے ہی مہمان ہیں۔ اور ابھی اگر ہمارے جان چل جل گئی ہیں پرانے مالکیں تمہیں ابھی اسی فہرست میں گھر بیٹی بیٹیں بھی ہمیشہ مہمان ہیں۔ جہاں مہمان گھر پھر وہیں جل اصل ہو جاتی ہے۔

پتنگ رسی سہارے یا چھپے چھپا ہے۔ جو ... اس صوبے کی دلیل تو آبادیاں ہیں۔ یہ مہمان زبردست مہمان ہیں۔ سلیم ان کا ٹھیکا میزبان کے سر پر رہتا ہے خیر یہ تو ہے نزاع۔ مگر آج کل چند اخباری کا غذوں میں ایک انوکھی خبر مشہور ہوئی ہے کہ جیسا باور کرتے ہیں چند مہمان میہانی رہائی کی درخواست دیتے ہیں۔

اجلاس جناب مولوی ... صاحب منصف بجنور
منصفی کا بل ... ارت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ادہ)

نمبر مقدمہ ۱۲۹۳ ۱۹۳۲ء

بعدالت منصفی بجنور ... ۲ بابو

... سنگھ ولد ... سنگھ قوم ... خاص پورہ پرگنہ ... مدعی

بنام

جیون سنگھ ولد ... سنگھ ... خاص ... بجنور مدعا علیہ

... مدعی نے آپ کے نام ایک نالش ... کی ہے لہٰذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۳۲ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو ... متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جواب دہی دعوے کی کریں ... تاریخ جو آپ کے حاضر ہونے کے واسطے مقرر ہے انفصال قطعی مقدمہ کے لئے تجویز ہوئی ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کریں ... دستاویزات ... آپ کو ... اگر آپ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۹ ماہ ... ۱۹۳۲ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم ... انگریزی

نوٹس زیر دفعہ ۱۳ (الف) ایکٹ ۱۹۳۲ء

بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب ... بہرائچ

درخواست دیوالیہ نمبر ۱۰ ۱۹۳۲ء

بلدیو ... ولد ... قوم ... ساکن ... پرگنہ ... تحصیل ... ضلع ... کی درخواست دیوالیہ کے سلسلے میں جملہ ... شخاص کی اس درخواست پر ۱۹ اجولائی ۱۹۳۲ء کو دیوالیہ قرار دیا گیا اور دیوالیہ کے چال چلن اور حالات کے متعلق ... کی رپورٹ اور درخواست پر غور کرنے کے بعد طے کیا گیا کہ ... ڈسچارج کیا جائے۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

[illegible]

ہیں۔ یہ ہماں کوہ نبار میں کسی قسم کی شمار ہونے کے ہی نہیں۔ ان میں عجب نہیں کہ آگے چل کے ناگوار ہماں بن جائیں۔

ان کا ارادہ ہے کہ جب آبادی کا دل میں سے کوئی ٹکڑا زمین کا رہنے کے لیے مانگیں۔ اور وہاں چھوٹے یا کرخیاں بنا لے ہیں جیسی جزیرے خدا کی یہ اس لیے بنی آدم کے واسطے وقف ہے جس کا جہاں جی چاہے۔ ہے مگر اس چھوڑ کر ناجنس ہونے کے باعث کچھ ڈر کہ دھوکا ضرور ہو گا اسی اندیشے سے خالی کوئی دل نہیں۔ اللہ میاں نے جب حضرت آدم کو خلیفہ روئے زمین بنانے کا مقصد ظاہر فرمایا تو فرشتے بول اٹھے "اور وہی حضرت وہاں خلافت فرمائیں گے جن کی نسل کے خمیر میں فساد کی چھٹ شامل ہے؟"

پوچھیے تو کہ فرشتوں کو خدائی انتظام میں کیا دخل تھا آخر وہ کیوں بولے اور یہی اگر انہیں حق تھا ہمیں بھی ہے ہم بھی پوچھ سکتے ہیں کہ جب خدا کی زمین وسیع ہے تو اس ریاست پر عنایت کیوں ہے کہ ان کو ان تیرا سماں؟ زمین کے بڑے بڑے قطعات آبادی کے قابل حکومت کے قبضے میں ہیں اگر حکومت ہند سے اس بارے میں مدد مانگی جائے تو وہ ضرور اس پر غور کرے گی اور چمگادڑ کی طرح فرز کسے گی کہ آخر بیننا لٹک رہو۔ اس معاملے میں ہم کوئی دخل نہ دے سکے گا۔

سوال یہ ہے کہ بود و باش بھی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ دوامی۔ عارضی۔ پر امن۔ پر فساد۔ ایسے ناجنسوں کے سب رہنا جن پر یہ اعتراض ہو کہ نہ ان کے یہاں کا رواج ہے نہ قاعدہ۔ نہ یہ مذہب میں نہ شرافت۔ عقل کے نزدیک درست نہیں ؎

تحفت سو علطہ پیر سیفورش اے بوہ
گر از معاشر ناجنس احتراز کنید

جب بڑی بڑی سلطنتوں کو جو خود مختار اور قوی تھیں غیر مہذب ہونے کی بنیاد پر کیسی ہی پولیشن تبدیل کروا دیا گیا تو یہ پھر بھی ایک ریاست اسرائیلی ریاست ہندوستانی ریاست ہے۔ اگر ان کے نامہذب قوانین کے تحت میں رہ کے یہ بود و باش پائی گئی تو وہ ضرور کبھی نہ کبھی ناگوار ہو گی۔ اور اگر یہ ہوا کہ اپنے ٹائپ میں موسوم رول چلایا گیا تو اس سے رئیس اور اصلی باشندوں کے حقوق میں خلل پڑے گا دو ملک تو یہاں ہمارا گھر۔ افریقہ کی نوآبادیوں میں ہندوستانی آرام سے نہیں ہیں۔ اخبار میں کالم دیں میں برابر صدائے احتجاج و فریاد بلند ہوتی رہتی ہے

کرتے ہیں کہ یہاں باہر سے بھی مسلمان آئی جانا؟ تم جب عرب کے طرف جھک کر دوسرے بیس کی حکومتی دیتے جب دیکھو عرب ترک و روم کی داستانیں تمہارے دل میں گھسی ہوئی ہے۔ سچ ہے۔ اور تب جب یہاں سے تو حجم کی طرف۔ دیدے لگتے ہیں ترکستان کی جانب۔ یہ اعتراض ہمارے ان دوستوں پر بھی بارہا کانگریس کی طرف سے عائد کیا گیا کہ تم جب دیکھو ملکی ترقی و آزادی کی راہ میں کانٹا بن جاتے تھے ہیں ہمارا اعتبار نہیں۔ ہمیں تم پر بھروسا نہیں۔ کوئی مطالبہ ہندوستان کی طرف سے حکومت کے مقابلے میں کبھی پیش ہوتا ہے تو سب سے پہلے تم ہی حکومت کی ہاں میں ہاں ملاتے اور ہندوستانیوں کے بارے میں طرح طرح کے اوہام و شکوک بیان کرتے رہتے ہو۔ قادر رسے میں جاکے نظر آتے ہیں "بھلا ہم اور ہم وحشی اور ہم بحری تعلیم والوں کی ہستی؟" ہر بات میں امتیاز موجود ہے۔ ریل کی سواری گاڑیاں الگ۔ معاشرتی طلب جداگانہ بیکات مسکن ہندوستانیوں کے محلے دور۔ گاہے ان تحریروں میں اب یہ اعتراضات دہرائے جاتے ہیں یقیناً ممکن ہے کہ یہ چھوٹ اس حد تک اور کسی تجویز پر بھی موثر ہو۔ آج نہیں تو کل سہی۔ دنیا کی بنیاد ہی اعتراض پر قائم ہے۔

طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات رفع کرنے کی سعی نہ ہندوستان کے مسلمان کرتے ہیں نہ یہ ہمارے آبادی خواہ دوست بجز وہ لوگ اور ایک دوسرے سے گھل مل کر رہے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں میں اور ان دوستوں میں تھوڑا سا فرق ہے مسلمان بے نیازی کا اظہار نہیں کرتے اور ان دوستوں کی طرف سے تو انہیں بے تعلقی کی معاملات میں ظاہر ہوتی ہے جیسے ان کو تو کیا؟



بھیگے ہوئے کوٹ پتلون کے سوکھنے کا انتظار

ہو رہی ہماری زمینیں چھن گئیں۔ ہمیں دودھ کی مکھی بنا رکھا ہے۔ ہمیں نکالا ملا۔ ہائے مرے۔ ہائے قتل ہو رہے ہیں یہی صحبت ناجنس کا ایک چلتا ہوا کرشمہ ہے ؎

صحبت ناجنس گر زندہ آورد

اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہماری دانست میں یہ اسکیم نہ حیدر آباد کے لیے قرین مصلحت ہے نہ ان دوستوں کے لیے جو ساری مہذب دنیا چھوڑ کے ایک شیطانی ریاست کا سہارا طلب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی چھوٹ مشہور ہے۔ ہندو مسلمانوں پہ یہ اعتراض



"خدا بچائے"

"قومیت ہو گئی اپنی ایسی تیسی یہ اب تو یہی دونوں ہیں بت ہائے پیماں بربادِ سلطنت"

سمن بغرض انفصال مقدمہ

بنام

عدالت



اطلاع تاریخ بغرض تصفیہ مراتب اشتہار نیلام

بنام

مہر عدالت

دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت

دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت

نہیں ہے یا کوئی اعتراض ہی نہیں۔ اچھا اعتراض بجا سہی، بہرحال باشد۔ بنا کیا لو گے۔

اس مضمون سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اپنے دوستوں کے فوائد میں رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں یا ہمیں ان کی خواہش سے ہمدردی نہیں۔ مگر کسی تجویز پر عمل کرنے سے پہلے غور لیا جائے ہیں اپنا انجام اندیشہ دیکھنا ضروری ہے۔

اگر ہمارے دوستوں کو حیدرآباد کی مستقل آب و ہوا پسند ہے اور وہ سے

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

پر ہمہ تن عمل کرنے کو تیار ہیں تو "کوئے جاناں" اور "کعبہ" کا احترام پہلے اپنے دل میں قائم کرلیں۔

اگر وہ حیدرآبادی جاناں، کعبہ سازی کے لیے دست نکال دینے پر آمادہ ہے تو اسے بھی ضرور غور کرلینا چاہیے کہ سے

آوارۂ غربت نتواں دید صنم را
خواہم کہ دگر بتکدہ سازند حرم را

پر عمل کرنے سے کوئی خرابی تو نہ پیدا ہوگی یعنی قریب ہے اور خدا ہی جنگیوں کی صورت آگے چل کے نہ پیدا ہونے پائے۔ ایسے شرائط باہم طے ہونے چاہئیں کہ دشمنی نہ ہو اور طلب حمایت از غیر کا امکان جڑ پیڑ سے جاتا رہے۔ عبدالشکور جنگ اور حقانی کا لطف دونوں اٹھا چکے ہیں جنکی بجا ہے کہ اس دست سوزنت کو دونوں کی طرف لپیٹا کریں۔ دونوں اقوال کے پابند ہیں مصالحہ اور اگر خوش ہو کے تماشا دیکھیں کہ ہاں غلطی دونوں وقت ملے اور اچھی طرح لے۔ ان دونوں کے میل ملاپ جو نتیجہ پیدا ہوگا جیسے نہ رہ کہ سکیں دعا ت۔ "اگر سو نصیحت" پر عمل کرنے سے نہ ہوں پشیمان ہو نہ معلوم شرط ہے۔

تعجب ہے کہ یہ خبر دہلی کے معزز "ریاست" میں نہیں دیکھی گئی اور اسی وجہ سے اس خبر پر ہمیں اعتبار نہیں۔ تحریر کا خیر مقدم علاوہ ہے۔ والسلام

راقم ــــــــــ

پنچ۔ حضرت! ہر خواب سچا نہیں ہوتا، اور اگر سچ ہو بھی تو ہمارا چہ؟ ریاستیں خود اپنے امور کو اچھی طرح سمجھتی ہیں۔

ہم نے یہ افواہی خبر لکھنؤ کے "حقیقت" اور "ہمدمی" کے کالموں میں ملاحظہ فرمائی۔ غالباً آپ کا ذریعہ کعبہ سازی ابھی الخ ... سے کوئی تعلق ہوگا۔

خاکسار اودھ پنچ بنام مولانا محمد رفعت صاحب

حضرت! تسلیم قبول ہو۔

غالب مرحوم کے بارہ میں آپ کی اور اودھ پنچ صاحب کی نوک جھونک اور اقبال کی مکاتبت نظر فروز ہوئی۔ دل للچایا کہ ہم بھی کچھ لکھیں۔ بات یہ ہے کہ کلام اقبال کے متعلق جو کچھ پنچ میں شائع ہوا اس کا جواب پنجاب کے اخبارات عالیہ کا منت گذار ہے۔ لہذا مجھے مداخلت کا حق حاصل ہے۔

پنچ۔ جناب! آپ کی رائے میں اور اودھ پنچ کی رائے میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے تو فرق محض کا حسن کو الفت۔ اب دو تین باتیں جنہیں مرزا صاحب غلطی سمجھتے ہیں، انہیں پر آپ کی تحریر کی بنیاد قائم کی جاتی ہے۔

گر قبول افتد۔ فہو المراد

آپ فرماتے ہیں کہ غالب اور اقبال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے شعرا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہم اس قول کو تھوڑی دیر کے لیے مانے لیتے ہیں۔ یا یعنی کہ اکثر شعرائے دنیا

بھی ممتاز حیثیت کے مالک ہو چکے ہیں۔ مگر ہم اس سے متفق نہیں کہ حضرت اقبال غالب کا طرز سخن اختیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بس کامیاب ہونا کام کا تقابل ہی کیا۔ انکا نام ساتھ ساتھ کیوں لیا جائے۔

غالب اگر اردو کے نہیں تو فارسی کے مشہور شاعر تھے۔ جناب اقبال کا فارسی کلام ہم نے دیکھا اور سمجھا

ناسیاں ہیں لغزشیں۔ صحیح ہے اردو کا رجحان فارسی کی غیر طبیعی بندش اس حد تک ابھی تک ناظرین کے سر سے ہونے خیال سے چھوڑی نہیں گئی۔ غالب کا اردو کلام دو طرح کا ہے ایک سادہ۔ دوسرا "بیدل" والا۔ سادہ جہاں تک ہے بے مثل ہے اور "بیدلیت آمیز" جتنا ہے وہ صاحب مقامات جیلی کے اس قول کے مطابق ہے "لعلہا فخذہ من الکلام" ذہن میں اس ملک کا پانی راس نہیں آیا۔ فارسی کی غریب ترکیبیں اس وقت تک مقبول عام نہیں ہو سکتیں جب تک ہندوستان میں فارسی کا رواج عام نہ ہو۔ فارسی کی غریب ترکیبیں اس وجہ سے نظم میں لائی گئیں کہ غزل کو حاصلے بنانے کے لیے ثقالت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن بہر میں اختلاف ہے۔ اصناف کلام میں ہیئت سے خلط بحث پیدا ہوتا ہے۔ منطق، فلسفہ، علم صرف و نحو، تصوف کے منظوم رسالے غزل کے دیوان میں کبھی شامل نہیں کیے گئے۔ ہاں، انشاء اللہ خان نے منطق نظم فرمائی تو خیر اچھا کیا لیکن اگر غزلوں کے ساتھ یہ نظم مخلوط کر دی جاتی تو ہم اسے ایک شل گی خیال کرتے۔ غزل میں تو معشوق کے ساتھ جو باتیں اور جو نظم کیے جاتے ہیں اس معشوق کو انسان ہی رہنا چاہیے۔ اگر وہ فلسفی، منجم، فقیہ، نحوی، صرفی، صوفی بنا دیا گیا تو واللہ ہمارا دل بھی اس سے بات کرنے کو نہ چاہے گا۔ خدائی ناس اس منطقی معشوق پر جو بوسہ کی درخواست پر تقضیب بعضہ ودرکہ وطبیعیہ۔ حصر عقلی و استقرائی کی بحث چھیڑے۔ ہم معبود کو بھی مادی معشوق کا نائب یا عوض بنانا پسند نہیں کرتے اسکے سامنے منطقی یا فلسفی دلفریب عاشقانہ ایک بیہودگی ہے جسکی جزا خدا ہی جانے کیا ہے۔ متصوفین نے مثنویاں اس موضوع پر لکھیں خوب کیا لکھیں۔ اور لکھیں کہ ہم خوش۔ مگر غزل میں اعلیٰ بھی "ہیولے" اور "صورت" کے ذکر سے اجتناب کیا اگر کوئی الہیٰ لکھی بھی جو مجازی اور حقیقی معشوق میں فارق نہ ہو یا کسی تصوف کے مسئلہ پر محمول ہو سکے تو انہیں اصطلاح خاص کے استعمال سے پرہیز کیا۔ ان اصطلاح کی توضیح سے کام لیا۔ اسکی وجہ بجز

[illegible]

[illegible] علامہ اقبال

[illegible]

آدمی ہیں اور مذہب کی زنجیر میں اُن کا پاؤں بھی جکڑا ہوا ہے۔ آخر تا کجا کانوں میں انگلیاں دیے بیٹھے رہتے جھول کا تو کیسی ورنہ بالوں کے مسٹر جان بُل کو اپنے جب عہد میں اورنگ زیب کے وقت کا ایک الاؤ مل گیا اُسی میں ایک چنگاری دبی ہوئی پڑی تھی۔ جو کام آئی مرہٹوں کے جنگ کی عینک۔ اور عالمگیر کے ضعف کی کمائی آنکھوں پر چڑھا لیا۔ استعارہ تھا انگریزی کی جگہ جو کوئی صاحب جوش مزاج یہاں الفنسٹن تھا آگ لگی پانی لاتے نہیں تھک سے نہیں تھا۔ دل میں جو آگ لگتی ہے وہ مشکل سے بجھتی ہے۔ اگر سلسلہ باقی نہ رہتا یا کیسی جلتی رہتی تو ان میں خلل پڑتا۔ جلا کے کانوں میں آزادی کی ہوا جو بھری تو وہی انگریزی حکومت جس پر شیفتہ گروہ تھے آنکھوں میں کھٹکنے لگی بائیکاٹ بغاوت وغیرہ اسی کا نتیجہ ہے۔ اب نہ انگریزوں کو پانی میسر ہے نہ ریاست کے وارثوں کو۔ گول میز پر جاکر گھٹی کانفرنس پر تلاش آب پیا غلم اور لاوے میں خیالی جاسوس دوڑا رہی ہے۔ دیکھیے جمہوریت کے نیچے کوئی چشمہ یا دریا مل جائے۔ اگر صاحب کے ہاتھ پانی لگا تو ریاستوں کو بھی اپنے گھر کی آگ بجھانے میں دقت نہ ہوگی یعنی سیکنڈ پروسن سیکنڈ۔"

ہماری دانست میں اس وقت تمام والیان ریاست آگے جنہ وہاں چھوڑ کے لندن چلے جائیں تو اچھا ہے آخر یہ بھی یا ولایت میں جا کے خراجگزاری، وفاداری جوتا چپنا اور دوسری مذہب باتیں مثلاً قطع رحم اعزا سے بچے رہتی۔ زور زبردستی عزیزوں سے الگ رہنا جیسے بود و باش کی ایسی صورتیں اختیار کرنا جن میں بیکار روپیہ صرف ہو اور مردانہ مرتبے کی سیکھتے ہیں یا نہیں۔ انتظامی اور بھی سیکنڈ لیس سیکھیں سیکنڈ پروسن سیکنڈ۔ ابھی تو کشمیر میں یہ فتنہ برپا ہوا ہے فتنہ پرداز اخبار کا غذ حیدرآباد دکن کو بھی تاک رہے ہیں۔ بھوپال ٹیم لی ریاستیں بھی اسی زد میں آنے والی ہیں۔ ان بیچاری کی سیکنڈ پروسن سیکنڈ۔"

انجولی

حیدرآباد دکن سے نہایت آب و تاب اور صفائی لیے ہوئے ایک ماہواری جاری ہوا ہے۔ سیدہ بیگم خویشگی اس کی مہتمم اور ملفت ہیں۔ ترقی تعلیم نسواں و اطفال اس کا مقصد ہے۔ نظم و نثر مضامین بہت خوب ہیں۔ ۴۰ صفحہ کا حجم ۲۰×۳۰ ۱/۸ تقطیع ہے۔ تصویریں بھی ہیں ۔عہ سالانہ قیمت ہیں۔ بالکل مفت ہے کوشش کیجیے کہ پانی کو خشک نہ ہو اور یہ باقی رہ جائے۔ رسالہ ترقی کرنے والا معلوم ہوتا ہے تفصیل پھر کبھی۔

ملنے کا پتہ ۔ فتح میدان حیدرآباد دکن۔

ہسٹری بورڈ کا معیار

ایک صاحب لکھتے ہیں:۔ معلوم نہیں بڑی بڑی تعلیم گاہوں میں جنھیں باصطلاح حال یونیورسٹی یا کلیہ یا جامعہ کہتے ہیں درسی کتابوں کے انتخاب کا معیار کیا ہے لیکن کتاب کی معنوی و لفظی خوبی دیکھی جاتی ہے یا سرسری۔ اس معیار کی ضرورت بھی نہیں کیا معنی کہ آج کل تعلیم ایک نظام مخصوص کا نام ہے۔ نہ ذہنی ارتقا کا۔ نظام کی پابندی کیجیے اور ڈگری لے کے بے کھٹکے چلے جائیے۔ پھر کوئی نہ پوچھے گا کہ میاں تم نے کیا سیکھا اور تم کس مرض کی دوا ہو۔ اتنی سی بات کے واسطے معیار و میزان و مکیال کے جھنجھٹ میں پھنسے ہماری بلا۔

اسی مجہول الحال معیار کے طفیل میں ایک کتاب درسگاہ میں داخل ہو گئی جس کا وجود بھی کوئی باایمان مسلمان پسند نہ کرے گا پڑھنا تو در کنار ہے۔ اسلامی جماعت نے ارکان جامعہ کے لئے ہیے ترغیب و ترہیب عذرات سننے میں آئے جن پر اہل عقل ہنستا ہے۔ ایک صاحب۔ ارے بھئی مجھے ناحق علمند سمجھے ہیں بھلا تو ہسٹری بورڈ کا ممبر ہر قسم سے اور کتاب کا مضمون معلوم ہوتے۔

اس دل دینا کی ساری غلطیوں میں شفا ہیں کیا جانوں اس کمبخت کتاب میں کیا ہے پروفیسر محمد شفیع صاحب جانیں۔

پھر وہی صاحب "اور انھوں نے بھی دیدہ و دانستہ ایسی غلطی نہ کی ہوگی۔ انکو غالباً مسٹر صلاح الدین خدابخش کی سفارش پر اعتماد ہو گا جو ان کے محترم ہیں۔ بھلا دیکھو مجال کے کوئی بیٹی بھی نکلتا ہے۔"

پھر وہی صاحب "ماشاء اللہ غلطی معلوم ہو گئی اب تو پروفیسر صاحب اس کتاب کو نکال باہر کریں گے ضرور بالضرور رد کریں گے۔"

کتاب میں ہے کیا؟ پیغمبر اسلام اور ازواج پیغمبر کی تفصیل گالیاں دلیل کا جواب دلیل سے ہوتا ہے گالی کا جواب کیا ہے؟ اسے ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے گالی سنی ہو بار الٰہی مخصوص مرض جہل کے حاذق طبیبوں کو پاؤں کی ٹھوکر ہاتھ اٹھانے پڑے ہونگے۔ اس کتاب کا مصنف جرمنی میں ہے ورنہ ہمیں بھی تھوڑی سی زحمت ہمارے ہاتھوں کو بھی اٹھانی پڑتی۔ خیر جو ہوا سو ہوا اب دیکھنا ہے اور علاج کرنے والے کوئی اور ہونگے ہمیں معیار کی تلاش ہے۔ واقعۂ مذکورہ مظہر ہے کہ معیار ہسٹری بورڈ مگر غالباً یونیورسٹی بورڈ کا صرف وہم ہے اس ہی بورڈ کا سکریٹری اور صدر نابینا ہونا چاہیے۔ بس کتابیں میز پر ڈھیر ہو جائیں ممبر صاحبان آنکھوں پر پٹی باندھیں اور ٹٹول کے ایک کتاب اٹھا لیں اگر قسمت سے چھے نامہ ہاتھ میں آ جائے تو وہی کافی ہے بی اے کے نصاب میں داخل کر دیں۔

ہماری دانست میں بھی یہ رائے صحیح ہے۔ سُنتے ہیں کہ نیس کی کونسل میں صحیح انجیلوں کا انتخاب بھی اسی طریقے سے ہوا تھا چار انجیلیں ہاتھ میں آئیں وہی مقبول ہیں باقی مسترد ہیں جب کلام الٰہی کا اس طرح انتخاب نے اعتبار کھو نہ کیا تو ہسٹری کیا چیز ہے؟

اصل مطالبہ یہ ہونا چاہیے کہ ایسے آنکھوں والے زرخ شناس ممبر نہ بنے پائیں ورنہ بڑی ہوگی یعنی کتاب کا اخراج اتنا ضروری نہیں جتنا مسٹر محمد شفیع اور مسٹر صلاح الدین کا اخراج۔ ان دونوں کو ہم ناواقف ہم شناسا نہیں ورنہ ان کی خدمت میں جھک کے سلام کر کے تبصرے کے بارے میں تقلید مسٹر صلاح الدین آپ کا عذر ہمارے ذہن میں ہے آپ انھیں بھی معلوم نہ تھا کہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ دینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ المشتہر: مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ